اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد دوم

مصنفہ

علامہ سیّد محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سیّد بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی

(پاکستان)

فہرست مضامین اُردو ترجمہ کتاب حق الیقین جلد دوم

عنوان	صفحہ
نواں مقدمہ ۔ رجعت کے ثبوت میں	۵
پانچواں باب ۔ قیامت کے ثبوت میں اور اُس کے توابع کے مقدمات کا ذکر جو موت کے وقت سے دُنیا ختم ہونے تک قائم ہونگے۔	۴۳
پہلی فصل :- جسمانی معاد کے ثبوت میں	〃
دوسری فصل :- معاد جسمانی کے شبہات کے دفعیہ میں	۵۰
تیسری فصل :- موت اور اُس کے توابع کی حقیقت کا اقرار کرنا	۵۸
ہر مرنے والے کے پاس جانکنی کے وقت محمدؐ و علیؑ تشریف لاتے ہیں۔ مومن کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں	۶۲
مومن کی رُوح کا مرنے کے بعد غسل و کفن اور قبر تک بدن کے ساتھ ہونا۔	۶۳
چوتھی فصل :- عالم برزخ کے حالات	۶۴
قبر میں سوال و فشار اور ثواب و عذاب کا بیان	۶۹
تلقین کے بعد مومن سے سوال نہیں کیا جاتا	〃
مومن کے لئے قبر میں آرام اور کافر پر قیامت تک عذاب ہوتا ہے۔	۷۰
قبر میں میت سے اُسکے امام زمانہ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔	۷۲
جناب فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنینؑ کی عظمت و جلالت اور اُن سے آنحضرتؐ کی محبت	۷۶
قبر میں مومن کا اکرام	۷۷
قبر میں غیر مومنوں پر سخت عذاب	۷۸
کافروں کو جب قبر میں گُرز مارا جاتا ہے سب مخلوق سوائے انس و جن کے ڈر جاتی ہے۔	۸۳
پانچویں فصل :- قیامت کے بعض شرائط اور علامتوں کا بیان جو صُور پھونکنے سے پہلے واقع ہونگے	۹۳
چھٹی فصل :- صُور پھونکنے اور اشیاء کے فنا ہونے کا بیان	۹۵
ساتویں فصل :- اُن تمام حالات کے بیان میں۔ جنکی خبر خداوند عالم نے دی ہے کہ قیامت سے پہلے واقع ہوں گے۔	۱۰۰
قیامت کا منظر اور لوگوں کا میدانِ حشر میں جمع ہونا	۱۰۲
آٹھویں فصل :- وحوش (جانوروں) کے حشر کا بیان	۱۰۲

صفحہ	عنوان
۱۰۶	نویں فصل :- بچوں اور جنین اور ان کے لیسے کمزوروں کے حالات
۱۱۱	دسویں فصل :- میزان وحساب وسوال وردّ مظالم کے بیان میں
۱۱۳	حساب وسوال اور مظالم عباد کے بارے میں فیصلوں کا بیان
۱۲۱	گیارھویں فصل :- رسولوں سے سوال کرنے، شہداء کی شہادت اور نامہ اعمال داہنے اور بائیں ہاتھوں میں دینے کا بیان اور روزِ قیامت اور اہوال روزِ قیامت کے بعض حالات کا تذکرہ
۱۲۶	روزِ قیامت گنہگاروں سے اعمال کی گواہی اُنکے اعضاء دیں گے۔
۱۳۰	بارھویں فصل :- قیامت میں وسیلہ، لوا، حوض، شفاعت اور حضرت رسالتمآبؐ اور آپکے اہلبیتؑ کے تمام منازل کا تذکرہ
۱۳۱	روزِ قیامت آنحضرتؐ کا علم جناب امیرؑ کے ہاتھ میں ہوگا
۱۳۲	روزِ قیامت جنت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہونگے
۱۴۰	روزِ قیامت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ساقیٔ کوثر ہونگے۔
۱۴۳	آنحضرتؐ کی اجازت سے جناب فاطمہؑ اور آئمہ طاہرینؑ بھی مومنین کی شفاعت کرینگے۔
۱۴۹	پیشِ خدا جناب فاطمہ اور آپ کے شیعوں کی قدرومنزلت
۱۵۰	تیرھویں فصل :- صراط کا بیان
۱۵۴	جناب سیدہؑ کی چادر کے ہر تار سے مومنین لپٹ کر راہِ صراط سے گذر جائیں گے۔
۱۵۵	چودھویں فصل :- بہشت اور دوزخ کی حقیقت اور حقیقت کا بیان
۱۵۸	بہشت و دوزخ کے مخلوق و موجود ہونے کا قرآنی ثبوت
۱۵۹	بہشت و دوزخ کے موجود ہونے کے ثبوت میں حدیثیں
۱۶۱	پندرھویں فصل :- بہشت کے بارے میں چند صفتوں کا بیان جو آیتوں اور حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں۔ اور اس پر اعتقاد رکھنا لازم ہے۔
۱۶۴	جنت میں دُنیاوی عورتوں کا حوروں پر اپنے فضائل پیش کرکے غالب ہونا
۱۶۸	شب وروز جمعہ کی فضیلت
۱۷۱	بہشت میں مومن کی عزت ومرتبہ
۱۷۷	خدا نے درخت طوبیٰ، فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مہر میں عطا فرمایا
۱۸۴	سولہویں فصل :- جہنم کے بعض خصوصیات اور وہاں کے عقوبات، عذاب واذیتیں اور تکلیفوں کا بیان

صفحہ	عنوان
۱۸۸	زقوم کی حقیقت وتعریف
۱۸۹	غساق کی حقیقت اور تعریف
۱۹۱	فاسقین اہلِ توحید کی حجت اور خدا کا اُن پر رحم فرماکر جہنّم سے نجات دینا
۲۰۵	جناب فاطمۃ الزہرائ اور علی مرتضیٰ کا زہد
۲۰۶	سترھویں فصل :۔ اعراف کا بیان
۲۰۸	اعراف میں جناب رسولِ خدا اور آئمہ طاہرینؑ ہونگے جو اپنے دوستوں اور دشمنوں کو پہچانیں گے۔
۲۱۰	اٹھارھویں فصل :۔ اُن لوگوں کا بیان جو جہنّم میں داخل ہونگے اور اُن کا جو ہمیشہ اُس میں رہیں گے۔ اور اُن لوگوں کا تذکرہ جو اسمیں ہمیشہ نہ رہیں گے۔
۲۱۵	آئمہ میں سے کسی امام کی امامت سے انکار کرنے والا کافر ہے۔
۲۱۷	حضرت علیؑ کے دشمن ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے اور آپ کے دوست ہمیشہ جنّت میں رہیں گے۔
۲۲۱	بقدر گناہ شیعوں کو دُنیا میں تکلیفیں ہوں گی۔
۲۲۲	مومنین کی سفارش سے کچھ جہنمی بہشت میں داخل کئے جائیں گے۔
۲۲۵	جو لوگ امام عادل کی ولایت نہیں رکھتے جہنمی ہیں۔ اور جو رکھتے ہیں جنّتی ہیں۔
"	مخالفین کے نیک لوگ نجات نہ پائیں گے اور شیعوں کے بداعمال بھی جنّت میں جائیں گے۔
۲۲۶	آنحضرتؐ اور اہلبیتؑ کے دوستوں سے بخشش وشفاعت کا وعدہ
۲۲۹	حقیقی شیعہ کی شناخت
۲۳۳	انیسویں فصل :۔ ایمان ۔ اسلام ۔ کفر اور ارتداد کے معانی کے بیان میں
۲۵۰	حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا کمسنی میں اظہارِ علم
۲۶۶	بیسویں فصل :۔ مختلف گناہوں اور اُن سے توبہ کا بیان
۳۱۶	دوسرا مقصد :۔ وجوب توبہ
۳۲۵	توبہ کی قسموں کا بیان
۳۳۰	اُن اُمور کا بیان جن پر خداوند کریم مواخذہ نہیں فرماتا
۳۴۱	خاتمہ :۔ قیامت ختم ہونے کے بعد عالم کے حالات کا بیان

اُمیدوار ہوں گے کہ داخلِ بہشت ہوں اور جب اُن کی نگاہیں اہلِ جہنّم کی طرف پھریں گی تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالموں کے گروہ میں شامل نہ کرنا اور اصحابِ اعراف چند مردوں کو ندا دیں گے جن کو اُن کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے کہ تم کو دُنیا کے اموال اور اسباب جمع کرنے کا کچھ فائدہ نہ ہوا اور نہ اُس غرور و تکبّر سے جو قبولِ حق اور اہلِ حق کے بارے میں کرتے تھے کیا یہی وہ لوگ تھے جن کے لیے تم قسم کھا کر کہتے تھے کہ ان کو رحمتِ خدا نہ پہنچے گی پھر ان اہلِ بہشت سے کہیں گے کہ بہشت میں داخل ہو جاؤ تم کو کوئی خوف نہیں اور تم محزون و اندوہناک نہ ہو گے ۔ آیات کا یہ ظاہری ترجمہ ہے ۔

اعراف کی تحقیق

مفسرین نے اعراف کے معنی میں اور اُن لوگوں کے بارے اختلاف کیا ہے جو اُس میں ہوں گے ۔ اور مشہور ہے کہ اعراف بہشت و دوزخ کے درمیان ایک حصار ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ بہشت و دوزخ کے درمیان ایک پردہ اور حصار قائم کریں گے جس میں ایک دروازہ ہوگا اور اُس دروازہ کا ظاہر رحمت ہے جو بہشت کی طرف ہوگا اور اُس کا باطن جس کے قبل عذاب ہے جو جہنّم کی سمت ہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اعراف کنگرے ہیں اُس کے اوپر حصار ہے ۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ صراط ہے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور اور ظاہر ہے نیز اُن مردوں کے بارے میں اختلاف ہے جو اعراف میں ہوں گے بعضوں نے کہا ہے کہ ان کے گناہ اور نیکیاں سب برابر ہوں گی ۔ اُن کی نیکیاں روکیں گی کہ جہنّم میں جائیں اور اُن کے گناہ بہشت میں جانے سے مانع ہوں گے ۔ اس لیے اس مقام پر وہ رکھے جائیں گے تاکہ خُدا ان کے بارے میں حکم کرے جو چاہے پھر اُن کو بہشت میں داخل کرے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اعراف میں مردوں کی شکل میں فرشتے ہوں گے جو اہلِ بہشت و دوزخ کو پہچانیں گے اور وہ خازنانِ بہشت و دوزخ دونوں ہوں گے یا اعمال کے محافظ ہوں گے جو لوگوں کے آخرت میں گواہ ہوں گے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ اہلِ اعراف نیک اور مومنین میں سب سے بہتر ہوں گے اور ثعلبی نے ابنِ عباس سے روایت کی ہے کہ اعراف صراط پر ایک بلند مقام ہے جہاں علیؑ، جعفر، حمزہ اور عباس ہوں گے اور اپنے دوستوں کو اُن کے نورانی چہروں سے اور دشمنوں کو اُن کے سیاہ چہروں سے پہچانیں گے ۔ اور بہت سی حدیثیں ائمہ طاہرینؑ سے وارد ہوئی ہیں کہ ہم اصحابِ اعراف ہیں کہ ہر شخص کو اُس کی پیشانی سے پہچانیں گے اور جو ہم کو پہچانتا ہے اور ہم اُس کو پہچانتے ہیں ہم اُس کو داخلِ بہشت کریں گے اور جو ہمارا شیعہ نہیں ہے اور ہم اُس کو نہیں پہچانتے اس کو دوزخ میں داخل کریں گے ۔ اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ اعراف میں عامہ کے کمزور لوگ اور مرجون لامر اللہ یعنی خدا کے حکم کے امیدوار اور فاسق شیعہ

و آخرت دونوں میں کافر کا حکم رکھتے ہیں اور آخرت میں ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ سیّد مرتضیٰ اور ایک جماعت کے لوگ اسی کے قائل ہیں اور اکثر علمائے امامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دُنیا میں حکم اسلام ان پر جاری ہے اور آخرت میں جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جہنم میں داخل ہونے کے بعد باہر نکالے جائیں گے۔ لیکن بہشت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ اعراف میں رہیں گے، اور بہ شاذ و نادر لوگ قائل ہیں کہ طویل عذاب کے بعد بہشت میں داخل ہوں گے اور یہ قول نادر اور ضعیف ہے اور علامہ حلی نے شرح یاقوت میں لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ نص خلافت امیرالمومنینؑ پر نہیں ہوئی ہے۔ اُن کے بارے میں ہمارے اکثر اصحاب قائل ہیں کہ وُہ کافر ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ فاسق ہیں۔ ایسے لوگوں نے اُن کی آخرت کے حکم کے بارے میں اختلاف کیا ہے اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ عذاب سے رہائی پائیں گے اور بہشت میں جائیں گے اور یہ قول مصنف کے نزدیک نادر ہے اور وہ قائل ہے کہ وہ عذاب سے رہائی پائیں گے۔ لیکن بہشت میں نہ جائیں گے اور جو روایتیں مخالفین کے کفر پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور اُن کے اعمال مقبول نہیں ہیں وہ عامہ و خاصہ کے طریقوں سے متواتر ہیں اور جو قول اُن کے بارے میں یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہیں گے یا بہشت میں داخل ہوں گے وہ نہایت ندرت کا قول ہے اور اُس کا قائل معلوم نہیں۔ یہ قول متاخرین متکلمین میں ظاہر ہوا ہے جو اخبار و آثار و اقوال قدما سے واقف نہیں ہیں۔ ابن بابویہ نے رسالہ عقائد میں لکھا ہے کہ جو شخص امامت کا دعوےٰ کرے اور وُہ درحقیقت امام نہ ہو وہ ظالم و ملعون ہے۔ اور جو شخص امامت کا اُس کے اہل کے غیر کا قائل ہو وہ بھی ظالم و ملعون ہے، اور جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے بعد علیؑ کی امامت سے انکار کرے تو اُس نے میری پیغمبری سے انکار کیا ہے اور جو شخص میری پیغمبری سے انکار کرے اُس نے خدا کی پروردگاری سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارا اعتقاد اُس کے حق میں جو امیرالمومنینؑ کی امامت اور ان کے بعد کے اماموں کی امامت سے انکار کرے اُس کے مانند ہے کہ جس نے پیغمبروں کی پیغمبری سے انکار کیا ہے اور اُس شخص کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے جو امیرالمومنینؑ کی امامت کا اقرار کرے اور ان کے بعد اماموں میں سے کسی ایک کی امامت سے انکار کرے تو وہ ایسے شخص کے مانند ہے جو تمام پیغمبروں پر تو ایمان لاتا ہے اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی پیغمبری سے انکار کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہمارے آخر کا منکر ہمارے اوّل کا منکر ہے اور جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بارہ امام ہوں گے اُن میں سے سب سے پہلے امام حضرت امیرالمومنینؑ ہیں اور ان میں سب سے آخر

حضرت قائمؑ ہیں۔ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے جس نے اُن میں سے کسی ایک کا انکار کیا اُس نے میرا انکار کیا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے دُشمنوں کے کفر میں شک کرے وہ ہم پر ظلم کرنے والا کافر ہے اور ہمارا اعتقاد اُن کے بارے میں جنھوں نے حضرت علیؑ سے جنگ کی ہے پیغمبر کے ارشاد کے مانند ہے کہ جو علیؑ سے جنگ کرے اُس نے مجھ سے جنگ کی اور جس نے مجھ سے جنگ کی اُس نے خدا سے جنگ کی ہے اور آنحضرتؐ کا یہ ارشاد کہ میری اُس کے ساتھ جنگ ہے جو علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام سے جنگ کرتا ہے اور میری صُلح ہے اُس سے جو ان سے صلح رکھتا ہے اور ہمارا اعتقاد بیزاری سے متعلق یہ ہے کہ چاروں بُتوں سے بیزاری اختیار کی جائے جن میں تین مشہور منافق اور چوتھا معاویہ ہے اور چار عورتیں ہیں جن میں دو منافقہ مشہور ہیں جو ہندا ورام الحکیم ہیں اور ان کے سارے پیروی کرنے والوں اور فرمانبرداروں سے بیزاری رکھنا چاہیئے اور یہ کہ وہ خلقِ خدا میں سب سے بدتر ہیں اور یہ کہ اعتقاد کامل نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہ خدا و رسولؐ و ائمہؑ کے اقرار اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کے ساتھ کامل ہوتا ہے۔

اور شیخ مفید نے کتاب المسائل میں کہا ہے کہ امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اماموں میں سے کسی ایک امام کی امامت سے انکار کرے اور اُن کی اطاعت کے فرائض میں سے کسی چیز سے انکار کرے جس کو خُدا نے اُس پر واجب کیا ہے تو وہ کافر ہے اور گمراہ ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔ دُوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اہل بدعت سب کافر ہیں اور امام پر لازم ہے کہ اُن سے توبہ کرائے جس وقت کہ وہ متمکن ہو اس کے بعد جبکہ اُن کو دینِ حق کی دعوت دے اور اُن پر حجت تمام کرے۔ اگر وہ اپنی بدعتوں سے توبہ کریں اور راہِ راست پر آجائیں تو قبول کرے ورنہ ان کو قتل کر دے اس لیے کہ وہ ایمان سے مُرتد ہو گئے ہیں اور جو شخص اسی مذہب پر مر جائے وہ اہلِ جہنم سے ہے اور سید مرتضیٰ نے شافی میں اور شیخ طوسی نے تلخیص میں کہا ہے کہ ہم امامیہ کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ جو شخص جناب امیرؑ سے جنگ کرے وہ کافر ہے اور اس پر فرقہ حقہ امامیہ کا اجماع دلیل ہے اور ان کا اجماع حجت ہے نیز ہم جانتے ہیں کہ جو شخص حضرتؑ سے جنگ کرتا ہے وہ حضرتؑ کی امامت کا منکر ہوگا اور اُن کی امامت کا انکار کفر ہے جس طرح انکارِ نبوت کفر ہے کیونکہ اس بارہ میں دونوں مداخلت ایک طرح کی ہے لہٰذا بہت سی حدیثوں سے اِستدلال اس بارہ میں کیا ہے اور شیخ زین الدین نے رسالہ حقائق الایمان میں بھی بہت باتیں اس بارے میں کی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کا واقعی کفر اجماعی جانتے ہیں اور جو کچھ اس بارے میں حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مخالفین

16 اور اُس کا رنگ زرد ہو گیا ہے اور اُس کا بدن کمزور ہو گیا ہے اور اُس کی آنکھیں اُس کے سر میں دھنس گئی ہیں حضرتؐ نے اُس کو پوچھا کہ کس حال میں تجھ کو صبح ہوئی اور تیرا کیا حال ہے اُس نے عرض کی میں نے یقین کے ساتھ صبح کی ہے فرمایا کہ ہر چیز پر جس کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک حقیقت اور ایک علامت ہے تو تیری حقیقت یقین کیا ہے۔ اس نے کہا میرے یقین کی حقیقت یہ ہے کہ مجھ کو ہمیشہ محزون و غمگین رکھتی ہے اور راتوں کو مجھے بیدار رکھتی ہے اور گرمی کے دنوں میں مجھے روزہ رکھنے پر قائم رکھتی ہے اور میرا دل دنیا سے پھر گیا ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے میرے دل کو سب مکروہ معلوم ہوتے ہیں اور میرا یقین اس درجہ پر پہنچا ہے کہ گویا میں عرش خداوند کریم کو دیکھتا ہوں کہ حساب کے لیے نصب کیا ہے اور تمام خلائق محشور ہوئی ہے اور گویا میں اُن کے درمیان ہوں اور گویا میں اہل بہشت کو دیکھتا ہوں جو بہشت کی نعمتوں سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور کرسیوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور ایک دوسرے سے مصاحبت میں مشغول ہیں اور گویا میں اہل جہنّم کو دیکھ رہا ہوں کہ جہنّم میں معذّب ہو رہے ہیں اور استغاثہ و فریاد کر رہے ہیں۔ گویا اہل جہنّم کا چلاّنا اور اُن کی آواز میرے کان میں گونج رہی ہے۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو خدا نے نورِ ایمان سے منوّر کر دیا ہے۔ پھر حارثہ سے خطاب فرمایا کہ اس حال پر جو تم رکھتے ہو ثابت قدم رہو۔ اُس نے عرض کی کہ دُعا کیجیے کہ خداوندِ کریم مجھ کو شہادت پر فائز کرے۔ حضرتؐ نے دُعا کی۔ چند روز کے بعد اُس کو موتہ کی جانب جہاد پر روانہ کیا وہاں وہ نو اشخاص کے بعد شہید ہو گیا۔ اور اس مطلب پر جو حدیثیں دلالت کرتی ہیں بہت ہیں۔

(دوسرے) ایمانِ قلبی کے اجزاء کا بیان : خواجہ نصیر الدین نے قواعد العقائد میں لکھا ہے کہ شیعوں کے نزدیک اصولِ ایمان تین ہیں۔ خدا کی وحدانیت کی تصدیق اُس کی ذات میں۔ عدل کی تصدیق اُس کے افعال میں۔ اور پیغمبروںؑ کی اُن کی پیغمبری اور پیغمبروں کے بعد آئمہؑ کی اُن کی امامت میں تصدیق۔ اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے ضروریات دین اسلام کی تصدیق ایمان میں معتبر نہیں ہے حالانکہ ان کا اجماع ہے کہ ضروری دین سے انکار کفر کا باعث ہے۔ مگر یہ کہ اُس کو تصدیق نبوّت میں داخل سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس کا انکار نبوّت کا انکار ہے جس طرح کعبہ اور قرآن مجید کی توہین اور انہی کے مثل توہین کو اس جہت سے کفر جانتے ہیں اور حق یہ ہے کہ جو کچھ ضروریات دین اسلام سے ہو اُس پر ایمان لانا واجب ہے اور اُس سے انکار کفر ہے سوائے اس کے جو تازہ مسلمان ہوا ہو، اور ابھی اس کو ضروریات دین اسلام سے آگاہی نہ ہو۔ اور شہید ثانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ وہ معارف جن سے ایمان حاصل ہوتا ہے وہ پانچ اصل ہیں۔

علم رائے اور اجتہاد سے نہیں ہے بلکہ یقین کی صورت سے ہے جس کو اُس سے حاصل کیا ہے جو نفس کے ہوا و ہوس سے بات نہیں کہتا تھا جو کچھ کہتا تھا وُہ خدا کی جانب سے اُس پر وحی ہوتی تھی۔ اور ہر امام نے نفحہائے قدسی کے ساتھ امام سابق سے اخذ کیا تھا جو وُہ رکھتے تھے اور بعض علم لدنی تھا جو خدائے تعالیٰ کی جانب سے اُن پر فائز ہوتا تھا یا دُوسری جہتوں سے جو اُن کے یقین کا باعث ہوتا تھا جیسا کہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ وہ محدث تھے یعنی ایک فرشتہ اُن کے ساتھ ہوتا تھا جو ہر اُس چیز کو جس کی اُن کو ضرورت ہوتی تھی ان کو القا کرتا تھا اور اُن کے دل میں علوم الٰہی نقش ہوتا تھا اور یہ کہ کوئی زمانہ اُن میں سے کسی ایک سے خالی نہیں ہوتا ورنہ زمین مع اپنے ساکنین کے دھنس جائے اور یہ کہ اُن کے ختم ہونے کے بعد زمین بھی فنا ہو جائے گی اور اُن سے زیادہ باقی نہ رہے گی اور اُن آئمہؑ کے آخری مہدی علیہ السّلام ہیں۔ وہ زندہ ہیں۔ جب خدا کی جانب سے اجازت پائیں گے ظاہر ہوں گے۔ کیا ایمان کی حقیقت میں ان تمام مراتب کا اعتقاد شرط ہے یا ان کی امامت اور ان کی اطاعت کے واجب ہونے کا اعتقاد کافی ہے۔ وہ دونوں وجہیں جو ہم نے نبوت کے بارے میں بیان کیں اس جگہ بھی قائم ہیں اور قول اوّل کو ترجیح دی جا سکتی ہے۔ اس پر جو ان کی امامت پر دلالت کرتی ہے وہ ان سب پر دلالت کرتی ہے خاص کر ان کی عصمت پر جو عقل و نقل دونوں سے ثابت ہے اور دوسرا قول جس پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ امامت اور ان کی اطاعت کے اعتقاد کے ساتھ ایمان ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ راویوں کے ایک گروہ نے جو آئمہ کے زمانوں میں تھے اُن کی عصمت پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے بلکہ اُن کو نیک عالموں میں سے جانتے تھے جیسا کہ رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے۔ باوجود اس کے آئمہؑ نہ صرف اُن کے ایمان کا بلکہ اُن کی عدالت کا حکم کرتے رہے ہیں کیا کافی ہے ہر شخص کے لیے کہ گزشتہ اماموں کو اپنے زمانہ کے امام تک کو امام جانتے اگرچہ باقی اماموں کو نہ جانتے ظاہر ہے کہ کافی ہے اور بہت سی کتابوں اور حدیثوں میں رجال کے بارے میں روایتیں ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں اور بارہ اماموں کے اعتقاد کا واجب ہونا اُن جماعتوں پر ہے جو تمام آئمہؑ کی امامت کے بعد ہوئے ہیں۔ جیسے زمانۂ غیبت کے لوگ ہیں [1] اس کے بعد فرمایا ہے۔

---

[1] مؤلّف فرماتے ہیں کہ مسئلہ اولیٰ میں جو عام حکم شیخ زین العابدین نے فرمایا ہے کسی جانب سے فقیر (مؤلّف) کے نزدیک درست نہیں ہے لیکن امامت اور ان کی اطاعت کے واجب ہونے کا اعتقاد کافی ہے۔ بے وجہ ہے کیونکہ آئمہ علیہم السّلام کے بہت سے صفات ہیں جو شیعہ امامیہ کے دین کے ضروریات میں سے ہیں اور ضرورت کی انتہا کو

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

(پانچویں اصل) معاد جسمانی کے بارے میں ہے اور مسلمانوں نے اس کے اثبات پر اتفاق کیا ہے اور وہ دین اسلام کی ضروریات سے ہے اور فلسفیوں نے اس سے انکار کیا ہے اور معاد روحانی کے قائل ہوئے ہیں لہٰذا بعض نے تحقیقات کے ذکر کے بعد جو سابق میں مذکور

(بقیہ گزشتہ حاشیہ) پہنچے ہوئے ہیں جن کو ائمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے اور یہ بھی دین امامیہ کے لیے ضروری ہے کہ جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہ حق ہے۔ اور خدا اور رسولِ خدا کی جانب سے فرماتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہر ایک کی امامت دوسرے کی نص سے کیونکر ثابت کریں گے۔ لہٰذا جس طرح دین اسلام کے کسی ضروری امر سے انکار تکذیب رسولؐ کے ضمن میں ہے اور آدمی کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے اُسی طرح ضروریٔ دین امامیہ سے انکار امامت ائمہؑ سے انکار ہے اور آدمی کو تشیع سے خارج کر دیتا ہے پھر جو شخص متعہ کے حلال ہونے سے انکار کرے چونکہ شیعہ کے ضروریٔ دین سے ہے اس لیے تشیع سے خارج ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وارد ہوا ہے کہ وہ ہمارا شیعہ نہیں ہے جو متعہ کو حلال نہیں جانتا۔ اسی طرح عصمت ائمہؑ ہے اور یہ کہ اُن حضرات کے علاوہ کوئی امام نہ ہوگا۔ اور یہ کہ امام قائمؑ زندہ ہیں اور یہ کہ کوئی زمانہ اُن میں کے کسی ایک سے خالی نہیں رہتا۔ اور یہ کہ وہ تمام علوم کے عالم ہیں جن کی اُمت کو ضرورت ہے۔ اسی قسم کے تمام امور معلوم ہے کہ دین شیعہ کی ضروریات میں ہیں۔ لہٰذا چاہیئے کہ ان کا انکار امامت کے انکار کے ضمن میں ہو۔ لیکن بعض امور جو علماء اور خبروں کی اتباع کرنے والوں پر ظاہر ہو اور جو ظاہر نہ ہو اور ضرورت کی حد کو نہ پہنچا ہو اُن سے انکار دین سے خارج ہونے کا باعث نہیں ہے جیسے محدث ہونا اور اُن سے فرشتوں کا گفتگو کرنا اور شب قدر میں ملائکہ اور رُوح کا اُن پر نازل ہونا اور اُن کے جسم ہائے مبارک کا مرنے کے بعد آسمان پر لیجایا جانا اور ایسے ہی امُور۔ اور جو کچھ فرمایا ہے کہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہؑ کے بعض اصحاب اُن کی عصمت کے قائل نہیں ہیں۔ اولاً ممکن ہے کہ اُس وقت ضروریٔ دین سے نہ ہوا ہو۔ اور ان کو کہتے ہیں کہ صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جیسے زرارہ اور ابوبصیر تو علماء نے ان کی اکثر تاویل کی ہے اور اُن حدیثوں کی سند میں قدح کی ہے اور اگر وہ صحیح ہوں تو چونکہ وہ حضرات معصوم نہیں ہیں۔ لہٰذا ممکن ہے کہ اُن سے کوئی لغزش صادر ہوئی ہوگی اور توبہ اور معافی سے متصل ہوئی۔ اور اگر ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اُن کے ایسے لوگوں کے علاوہ دوسری جماعت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں تو ان کا ایمان اور عدالت مستند نہیں ہے اور ائمہؑ نے نیک و بد مُردوں کے ساتھ ضروری مصلحتوں کی بنا پر نیک برتاؤ کئے ہیں اور جو کچھ بعد کے اماموں کی امامت کے بارے میں کہا ہے۔ فقیر (مؤلف) کا اعتقاد اس تفصیل سے ہے کہ اگر بارہویں امامؑ کی امامت کو یا بعض امام کی امامت کو معصوم سے سُنا ہے یا متواتر سند کے ساتھ اس کو معلوم ہوا ہے اس پر واجب ہے کہ اعتقاد کرے ورنہ بعد کے ائمہؑ کا اعتقاد اُس پر لازم نہیں ہے۔ اور قبر میں جناب فاطمہ بنت اسد سے جناب امیرؑ کی امامت کے بارے میں سوال کرنا اسی پر محمول ہے۔ ۱۲

ہوئیں کہا ہے کہ عذابِ قبر اور جو کچھ معاد کے ذیل میں ہے جن پر سمعیہ دلیلیں دلالت کرتی ہیں وہ حساب صراط، میزان، پرواز نامۂ اعمال، کافر پر جہنم میں ہمیشہ کا عذاب اور جنت میں مومن کا ہمیشہ نعمتوں میں رہنا وغیرہ تو اس میں شک نہیں کہ وہ واجب ہیں اور اُن کی اجمالاً تصدیق اس لیے کہ اُمّت کا اس پر اتفاق ہے اور متواتر حدیثیں ان کے بارے میں وارد ہوئی ہیں لہٰذا ان کا منکر ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ لیکن اُن کی تفاصیل کی تصدیق جیسے یہ کہ حساب کس طرح ہوگا۔ صراط کس صفت کا ہوگا اور میزان حقیقت پر محمول ہے یا عدالت سے کنایہ ہے یا ان کے علاوہ جن کی تفصیلات اخبار و احادیث سے معلوم ہوئی ہیں۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ ان سے ناواقف ہونا ایمان میں قدح کا باعث نہیں ہوگا۔ اسی طرح جہنم کا زمین کے نیچے بہشت کا آسمان کے اوپر ہونا وغیرہ۔

(تیسرے) اسلام کے معنی کے بیان میں : اسلام کے بارے میں اختلاف ہے کہ اسلام اور ایمان دونوں ایک معنی میں ہیں بعض نے کہا ہے کہ اسلام شہادتین کا اُن کے اعتقاد کے ساتھ اقرار کرنا ہے اور اس سے انکار نہ کرنا ضروریاتِ دین اسلام کے ضروریات سے ہے۔ اور یہ اقرار و اعتقاد دُنیا میں فائدہ دیتا ہے آخرت میں نہیں دیتا تاوقتیکہ تمام عقائد حقہ امامیہ پر ایمان نہ لائے جن میں سب سے اہم امامتِ ائمہ اثنا عشر کا اقرار ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں کلموں کا اظہار (اسلام) ہے۔ اگرچہ ان پر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ لہٰذا منافقین بھی اس میں داخل ہیں اور اسلام کے ظاہری احکام ان پر جاری ہوتے ہیں اور اکثر معانی پر بھی اطلاق کرتے ہیں جو مذکور ہو چکے۔ یہاں تک کہ اُس معنی پر جو ایمان کا سب سے بلند مرتبہ ہے اسلام کا اطلاق کرتے ہیں کہ اسلام تمام اوامر و نواہی کی فرمانبرداری کے معنی میں ہے اور اس کے نتائج وہ ہیں جو ایمان کے معنی میں مذکور ہوئے۔ لیکن جب اسلام کو ایمان کے مقابل اطلاق کرتے ہیں تو ان دو معنوں میں سے ایک مُراد ہے جس کا ہم نے اس مقام پر ذکر کیا۔

(چوتھے) اس میں اختلاف ہے کہ آیا ایمان کے لیے معارفِ ایمانی کے یقین کی شرط ہے یا صرف گمان کافی ہے؟ ایضاً اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیا ایمان دلیل کے ساتھ حاصل ہوتا ہے یا اُس میں تقلید جائز ہے؟ اور یہ دونوں اختلاف ایک دُوسرے سے نزدیک ہیں اور علماء کا ظاہر کلام اور اکثر علماء کا یہ ہے کہ چاہیئے کہ دلیل و برہان سے حاصل ہو۔ بلکہ بعض نے اس میں اجماع کا دعویٰ کیا ہے اور بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کیا ہے جو گمان کی پیروی کی ممانعت پر دلالت کرتی ہیں اور معلوم ہے کہ اگر اُس میں فروع داخل نہ ہوگا تو اصولِ دین اصل ہے۔ ایضاً بہت سی آیتوں میں تقلید کی مذمّت واقع ہوئی ہے۔ ایضاً حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مومن نہیں ہیں مگر وہ جو خدا اور رسولؐ پر ایمان لائے ہیں اور پھر انھوں نے شک و شبہ نہیں کیا۔

اور خواجہ نصیر نے ایمان میں ظنی تصدیق پر اکتفا کی ہے اور ظن و تقلید پر اکتفا کے قائل حضرات نے اس پر استدلال کیا ہے کہ صدر اسلام میں معمول نہ تھا کہ پہلی حالت میں دلائل و براہین اُن کو بتائیں بلکہ ان کے اسلام میں اظہار اسلام اور دونوں کلموں کو زبان پر جاری کرنے ہی پر اکتفا کرتے رہے ہیں ایضاً لازم آتا ہے کہ ہم اکثر مستضعف مسلمانوں کے کفر کا حکم کریں بلکہ اکثر عوام جو صاحب یقین نہیں ہیں اور معمولی شک دلانے سے متزلزل ہو جاتے ہیں۔ بعید نہیں ہے کہ یہ جماعت بھی مستضعفین اور اہلِ اعراف اور مرجون لامر اللہ رہی ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ تمام لوگ معارف ایمانیہ کو تفصیلی دلائل کے ساتھ جانیں اور منطقی مشکلات کی ترتیب کر سکیں اور کافروں اور مخالفوں کے شبہات کو دفع کرنے پر قادر ہوں۔ بلکہ واجب کفائی ہے کہ مومنین میں علماء میں سے کچھ لوگ ہوں جو کفار و مخالفین کے شبہات کو دفع کر سکتے ہیں اور عوام کے ایمان کے لیے کافی ہے کہ اجمالی دلائل سے اصولِ دین کو سمجھیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اسی صورت سے وجود صانع، توحید اور تمام اصول دین کے دلائل کو بیان فرمایا ہے۔ روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے ایک دیہاتی سے پوچھا کہ خدا کو کس طرح تم نے پہچانا اور کس دلیل سے جانا۔ اُس نے کہا کہ جب میں اونٹ کی مینگنیاں راستہ میں دیکھتا ہوں تو استدلال کرتا ہوں کہ کوئی اونٹ اس راستہ سے گیا ہے اور پیروں کا نشان دیکھتا ہوں تو جانتا ہوں کہ کوئی آدمی اس طرف سے گزرا ہے تو کیا یہ روشن ستارے اور زمین یہ دریا اور یہ پہاڑ تجبر رکھنے والے خدا کے وجود پر دلالت نہیں کرتے حضرتؐ نے فرمایا کہ تمھارے لیے دینِ اعرابی کافی ہے اور یہ مذہب نہایت قوی ہے۔ اور جو شخص آثار سلف اور صدر اسلام کی خبروں کی جانب رجوع کرے جانے گا کہ جس شخص کو مسلمان کرتے تھے اس کو عقائد کے اظہار کی تکلیف دیتے تھے اور نبوت ثابت کرنے کے لیے معجزہ دکھاتے تھے اور اُس کو عبادات وطاعات کا حکم دیتے تھے اور بتدریج اُن کا ایمان کامل ہوتا تھا۔ آیتوں کے سننے اور عبادتوں پر عمل کرنے سے علم الیقین کے درجہ تک پہنچتے تھے اور دور و تسلسل کی دلیل میں جو شک و تعطل کا مادہ ہے اُن کو نہیں اُلجھاتے تھے لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ بعض عابد و زاہد جو ان علوم ظاہر میں مشغول نہیں ہوئے اُن کا یقین اکثر دقیق ہیں علماء سے کامل تر ہوا جنھوں نے اپنی عمر شکوک و شبہات میں صرف کر دی ہے اور ان کے اعمال میں ایمان و یقین کے آثار ان (علماء) سے زیادہ ظاہر اور واضح ہیں جس قدر اُن علوم میں ان کی مہارت زیادہ ہوتی ہے آثار علم اور اُس کے لوازم خشوع وغیرہ جن کی آیتیں دلالت کرتی ہیں اس پر جو ایمان اور معرفت و علم کے لوازم ہیں ان سے کمتر مشاہدہ ہوتے ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ علم حقیقی وہ نہیں ہے اور اس کے حاصل کرنے کی راہ دوسری راہ ہے۔ اور بعض کتب مبسوطہ میں ان معنوں کی تحقیق میں نے کافی طور سے کی ہے جن کے ذکر کی گنجائش اس رسالہ

میں نہیں ہے۔

(پانچویں) اس میں اختلاف ہے کہ مومن اس کے بعد جبکہ حقیقت میں ایمانِ حقیقی سے متصف ہو جاتا ہے کیا ممکن ہے کہ کافر ہو جائے یا نہیں ممکن ہے۔ عامہ و خاصہ کے اکثر متکلمین کا اعتقاد یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ایمان زائل ہو جائے۔ بلکہ واقع ہے کہ بہت سی آیتیں اس پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ "وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر اپنے کفر میں زیادتی کی تو اُن کی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی۔ اور وہی لوگ گمراہ ہیں" نیز فرمایا ہے اے وہ گروہ جو ایمان لائے ہو اگر اُس فریق کی اطاعت کرو گے جن کو کتاب دی گئی ہے تو تم کو ایمان کے بعد پھر کافر بنا دیں گے۔ پھر فرمایا ہے ان الذین ارتدوا علیٰ ادبارھم من بعد ما تبین لھم الھدی الشیطان سول لھم واملی لھم اور پھر فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ الخ اس بارے میں بہت سی آیتیں ہیں اور سید مرتضیٰ اور چند متکلمین شیعہ کی جانب نسبت دی ہے کہ ایمان حقیقی زائل نہیں ہو سکتا اور ارتداد جو کسی گروہ کا مشاہدہ میں آتا ہے اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بہت سے لوگ ایمان نہیں رکھتے یا وہ منافق رہے ہیں یا ان کا ایمان محض گمان رہا ہے اور یقین کے مرتبہ پر نہیں پہنچا ہوا تھا۔ جو آیتیں ایمان کے بعد کفر کے واقع ہونے کے امکان پر دلالت کرتی ہیں ان کو زبانی ایمان پر محمول کیا ہے نہ کہ قلبی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے بعض کے شان میں کہا ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے ایمان لائے ہیں اُن کے دل ایمان نہیں لائے ہیں۔ اور خاص احکام جو مرتد کے لیے واقع ہوئے ہیں اُس کے لیے ہیں جو ظاہری شرع میں ارتداد سے متصف ہو اور اُس پر دلالت نہیں کرتے جو حقیقت میں مرتد ہوا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دراصل کافر ہوا ہو۔ لیکن یہ حسب ظاہر اُس کے اقرار سے اُس کے ایمان پر ہم نے حکم کیا ہو پھر اُس کے کفر کے ظاہر ہونے کے بعد ہم اُس کے ارتداد کا حکم کرتے ہیں اور ممکن ہے کہ خدا کے نزدیک دراصل مومن ہو اور اپنے ایمان پر باقی رہا ہو۔ جب تک حرمتِ شرع کی ہو اُس کے عذاب کے لیے شارع نے ارتداد کا حکم کیا ہو تاکہ خدا کے قواعد محفوظ رہیں اور کوئی پھر ایسی جرأت نہ کرے اسی طرح بعض متاخرین محققین نے سید مرتضیٰ کی جانب سے کہا ہے اور بہت بعید ہے۔ اور آیات کے ظاہری معنوں کی بعض وجوہ عقلیہ اور استبعادات وہمیہ کے سبب سے تاویل کرنا مناسب نہیں ہے اور اگر کوئی حصولِ ایمان میں ظن پر اکتفا کرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اُس کا زائل ہونا ممکن ہے اور اگر یقین کی حصولِ ایمان میں شرط جانتے ہیں تو پھر ممکن ہے کہ بعض عقلی دلیلوں اور منطقی قوانین سے حاصل ہوا ہو اور قوی شبہات پڑنے سے جس کے دفع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو زائل ہو جائے اُس کی ضد کے وارد ہونے سے جو شک یا ظن اُس کی ضد کے

ساتھ ہو۔ اور بعض نے سند کی جانب سے کہا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اگر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ زوال یقین واقعی ممکن نہیں ہے ممکن ہے کہ زوال ایمان افعال کے صادر ہونے کے سبب سے ہو جو کفر کا باعث ہے جیسے بُت کا سجدہ اور حرمات الٰہی کی ہتک۔ تو ہم کہیں گے کہ ہم اس شخص سے جو یقین مذکور سے متصف ہو ان افعال کے صدور کا امکان تسلیم نہیں کرتے بلکہ ممتنع بالغیر ہے ہر چند بالذات ممکن ہو پھر اگر یہ افعال اُس سے صادر ہوں اس کی دلیل ہے کہ اُس یقین سے متصف نہیں رہا اور اپنے دعوے میں کاذب رہا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اگر یقین کامل رہا ہوتا جو مقربین سے مخصوص ہے جو حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچے ہوتے ہیں تو اُس یقین کا زائل ہونا بھی محال ہے اور ایسے افعال کا اُس سے صادر ہونا بھی محال ہے اور اگر محض نقیض کا احتمال نہ تجویز کیا ہو۔ اُس دلیل کے اعتبار سے جو اُس پر قائم ہوئی ہو اُس شبہ کا زوال بھی اور اس فعل کا صادر ہونا بھی اُس سے ممکن ہے۔ جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں خدا کے اس قول کی تفسیر میں وارد ہوا ہے۔ فمستقر و مستودع کہ ایمان دو قسم پر ہے۔ ایک قسم ایمان کی وہ ہے جو مستقر اور ثابت ہے پہاڑ زائل ہو جاتے ہیں اور وہ زائل نہیں ہوتا۔ دوسری قسم ایمان کی وہ ہے جو ودیعتہً اور عاریتہً کے طور پر سپرد کیا ہے کہ اگر خدا چاہے کامل کر دے اور چاہے سلب کر لے۔ اور کلینی نے بسند صحیح حسین بن نعیم سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ کیوں ایسا ہوتا ہے کہ خدا کے نزدیک کوئی شخص مومن ہو اور اُس کا ایمان خدا کے نزدیک ثابت ہو اور خدا اُس کو ایمان سے کفر کی جانب لے جاتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا عادل ہے اور اُس نے لوگوں کو نہیں دعوت دی۔ مگر ایمان کی طرف کفر کی جانب نہیں اور کفر کی جانب کسی کو نہیں بُلاتا۔ لہٰذا جو شخص خدا پر ایمان لاتا ہے تو اُس کا ایمان خدا کے نزدیک ثابت رہتا ہے خداوند کریم اُس کے بعد اُس کو ایمان سے کفر کی طرف نہیں منتقل کرتا۔ میں نے پھر کہا کہ ایک شخص کافر ہوتا ہے اور اُس کا کفر خدا کے نزدیک ثابت ہوتا ہے تو کیا اس کو کفر سے ایمان کی جانب منتقل فرماتا ہے۔ فرمایا۔ بیشک خدا نے تمام لوگوں کو خلق فرمایا ہے۔ اُس فطرت پر جس پر اُن کی سرشت بنائی ہے۔ وہ کسی شریعت پر ایمان جانتے ہیں اور نہ کسی شریعت کے انکار کے سبب کفر جانتے ہیں۔ پھر خدا نے رسُولوں کو بھیجا تاکہ لوگوں کو اس پر ایمان لانے کی دعوت دیں پھر خدا نے بعض کی ہدایت کی اور بعض کی نہ کی لہ

لہ مُولّف فرماتے ہیں کہ گویا مراد فطرت سے یہ ہے کہ کفر وایمان دونوں کے قابل تھے اور حاصل جواب یہ ہے کہ خُداوند تعالیٰ نے تمام بندوں کو خلق اُس فطرت پر کیا کہ قابلِ ایمان ہیں ہر چند اُن کی قابلیتیں اور استعدادات میں فرق

(باقی حاشیہ اگلے صفحے پر)

(چھٹے) کفر اور ارتداد کے معانی کے بیان میں ہے۔

واضح ہو کہ اکثر متکلمین نے کہا ہے کفر ایمان کا نہ ہونا ہے اُس شخص میں جس کی شان یہ ہو کہ وہ مومن ہو۔ اور چونکہ ایمان و اسلام اور اُس کے نتائج کے معانی مذکور ہوئے تو ہر ایمان کے مقابل ایک کفر ہوگا اور اُس کا نتیجہ اُس ثمرہ ایمانی کا بے حقیقت ہونا ہوگا۔ لہٰذا شہرت کی بنا پر کہ ایمان اصل عقائد حقہ شیعہ امامیہ ہے اور اُس کا نتیجہ جہنم میں ہمیشہ نہ رہنا ہے۔ کفر اُن عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ میں خلل کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے خواہ اُس میں یا اعتقاد میں شک ہو یا ان کے خلاف یا یہ کہ ان کی اصل میں اُن کے دلوں میں خطور نہ پیدا ہوا ہو۔ اور چونکہ سابق میں تم کو معلوم ہوا کہ ایمان پانچ اصل کے عقیدوں پر مشروط ہے اسی کے ساتھ ضروریات دین اسلام میں سے کسی ایک کا بلکہ ضروریات دین کا جو مذہب حقہ اثنا عشریہ کا ایمان ہے انکار نہ کیا ہو اور کوئی فعل جو دین سے نکل جانے کا لازمہ ہو اُس سے صادر نہ ہوا ہو جیسے قرآن مجید کی یا کعبہ کی توہین یا بت کو سجدہ کرنا یا صلیب یا زنار باندھنا جو کفر کے اظہار کی علامت ہے۔ لہٰذا اس قسم کے عمل کے ساتھ بھی کافر ہو جاتا ہے اور ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ باتیں کلمتین زبان پر جاری کرنے اور اظہارِ اسلام کے بعد واقع ہوں تو مرتد کا حکم رکھے گا۔ چنانچہ شیخ شہید اور دوسرے متکلمین نے کہا کہ مرتد وہ ہے جو اسلام سے خارج ہونے کا اپنے نفس پر اقرار کر کے اپنے اسلام

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے مثل شک نہیں ہے جو ممکن ہے اور ایمان کے درجے بہت ہیں جیسا کہ معلوم ہوا بعض میں ممکن ہے کہ شک کے سبب سے زائل ہو جائے بلکہ انکار سے زائل ہو جاتا ہے اور وہ معاد پر ایمان ہے اور بعض میں اُس کا زوال ممکن نہیں ہے۔ نہ قول سے نہ اعتقاد سے اور نہ فعل سے اور بعض میں اس کا زوال ------

------ قول اور فعل سے ممکن ہے نہ کہ ایک گروہ کے کفر کے اعتقاد کے مانند جو رسول اللہ کی صداقت کا علم رکھتے تھے لیکن دعویٰ باطل اغراض کے لیے انکار کرتے تھے نہایت سخت انکار ابوجہل اور اُس کے ساتھیوں کے مانند اور منافق صحابہ کے ایک گروہ کے مانند جنھوں نے روز غدیر اور بہت سے دوسرے موقعوں پر جناب امیرؑ کے بارے میں نص سنا اور حب دنیا کے سبب سے انکار کیا لہٰذا الیقین کی شرط کرنے کی تقدیر اور ایمان میں استحکام اس میں شک نہیں ہے کہ انکار ظاہری کے نہ ہونے کے ساتھ اس میں مشروط ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے کفار کے ایک گروہ کے حق میں فرمایا ہے کہ ان لوگوں نے انکار کیا حالانکہ اُن کے نفوس اُس کا یقین رکھتے تھے لہٰذا کفر کے ساتھ اور ایمان کا زائل ہونا یا انکار ظاہری یا کسی امر کے عمل کے ساتھ جس کا حکم شارع نے کفر حاصل ہونے پر اُس فعل کے نزدیک کیا ہے۔ ارتداد ممکن ہے جیسے بت کا سجدہ یا پیغمبر یا امام کا قتل اور گندے مقامات پر قرآن کا پھینکنا اور کعبہ کی توہین اور اسی کے مثل افعال ہیں۔ ۱۲

سے خارج ہوتا ہے۔ یا بعض کفر کی قسموں کا خواہ کسی مذہب کے اظہار سے ہو جس پر اُس کے ماننے والے گذارتے ہیں جیسے یہود و نصاریٰ یا مجوس یا بُت پرستی کے مانند یا ضروری دین میں سے کسی چیز کا انکار ہو یا کسی چیز کے ثابت کرنے سے جس کی نفی ضروری دین سے ہو یا کسی امر پر عمل سے جو صریحاً کفر پر دلالت کرتا ہو۔ جیسے آفتاب یا بُت کو سجدہ کرنا اور مصحف کریم کو نجاسات میں عمداً ڈالنا یا عمداً کعبہ میں نجاسات کا ڈالنا یا اس کو خراب کرنا یا اُس کی توہین کے افعال کا اظہار۔ اور مُرتد کا حکم علماء کے درمیان یہ ہے کہ مرتد دو قسم کے ہیں فطری اور ملی فطری وہ ہے کہ اسلام پر پیدا ہوا ہو اُسی کے ساتھ اس کا نطفہ اُس کے باپ ماں میں سے ایک کے اسلام کی حالت میں منعقد ہوا ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اُس کا اسلام مقبول نہیں اگر توبہ کرے اور اس کا قتل کرنا لازم ہے۔ اُس کی عورت اُس سے جُدا ہو جائے گی اور وفات کا عدہ رکھے گی اور اُس کا مال اُس کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہ اُس کا ظاہری حکم ہے اور اُس میں ان لوگوں کے درمیان اختلاف نہیں ہے جو ارتداد کی دو قسم جانتے ہیں لیکن اس میں اختلاف ہے جو اُس کا اور اس کے خدا کے درمیان معاملہ ہے آیا اُس کی توبہ مقبول ہے یا نہیں اکثر کا اعتقاد یہ ہے کہ اُس کی توبہ مقبول ہے کیونکہ اس میں شک نہیں ہے کہ وہ اسلام کا مکلّف ہے جب اس کی توبہ مقبول نہ ہو تو توبہ کی اُس کی تکلیف محال کی تکلیف ہوگی۔ لہٰذا اس بناء پر اگر کوئی اس کے ارتداد پر مطلع نہ ہو یا لوگ مطلع ہوں اور اُس کے قتل پر قادر نہ ہوں تو اُس کی توبہ اُس کے اور خدا کے درمیان مقبول ہے اور اُس کی عبادتیں اور معاملات صحیح ہیں لیکن اُس کا مال اور اس کی زوجہ اُس کو واپس نہ ملے گی لیکن عدۃ کے بعد کہا ہے کہ وہ دوسرا عقد کر سکتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ اثنائے عدہ میں بھی عقد کر سکتی ہے اور یہ مسئلہ اشکال سے خالی نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے

کہ اُس کی توبہ اُس کے اور اُس کے خدا کے درمیان بھی مقبول نہیں اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور یہ وہ محال ہے جس کو خود اس نے اپنے اوپر لازم بنایا ہے۔

اور مُرتد ملی وہ ہے جو کفر پر متولد ہوا ہو، اور مسلمان ہوا اس کے بعد مرتد ہو جائے۔ اُس کو مشہور کے موافق توبہ کرنے پر سختی کریں گے۔ اگر توبہ کرے تو ظاہری حیثیت سے تو میان خود و خدا دونوں میں مقبول ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کریں گے۔ اور اُس کی توبہ کی تکلیف کی مدت میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا تین روز ہے جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے۔ یہاں احتمال دیں گے کہ وہ اسلام میں واپس آئے اس کو ماریں گے اور سختی کریں گے اگر اس پر واپس نہ آئے تو اس کو قتل کریں گے اور یہ حکم مردوں کے بارے میں ہے اور عورتوں کو ان کے مرتد ہونے کے بعد ہمیشہ کے لیے قید کر دیں گے۔ اِنتہیٰ

مرتد دو قسم ہیں: فطری اور ملی

خیرٌ من النوم کا اذان میں غیر مستحب ہونا اور سجدہ دوم کے بعد ایک احتمال پر جلسۂ استراحت اور سجدۂ شکر کا بعد نماز مستحب ہونا اور زیارت قبور رسول خداؐ اور آئمۂ اطہارؑ اور ان کی تعظیم و تعمیر کا بلکہ شیعوں کے صالحین اور عزیزوں اور رشتہ داروں کی قبروں کی زیارت کا مستحب ہونا مطلقاً بنا بر اظہر۔ اور کتے اور تمام درندوں کے اور حشرات الارض کے گوشت کا حرام ہونا جیسے بلی سانپ وغیرہ انھیں کے مثل کا بھی حرام ہونا بنا بر احتمال اظہر اور محارم کے ساتھ عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر وطی کرنے کی حرمت احتمال پر بلکہ جبر یہ قول کے نہ ہونے کے ساتھ مطلقاً اور عبادات کا ساقط نہ ہونا ان تمام امور کو مجملاً ضروریات دین اسلام میں شمار کیا جا سکتا ہے اور جن امور کا دین و ایمان اور مذہب اثنا عشری میں ظہور اس حد تک پہنچا ہو کہ جو شخص اس دین میں داخل ہو جان لے تو یہ سب ضروریات دین و ایمان میں سے ہوگا اور ان کا انکار اس کے بانی کا انکار ہے۔ اگرچہ اکثر علماء کے کلام میں اس کی تصریح نہیں ہے لیکن ان کی دلیل سے اس دین کے ضروری ہونے کے سبب سے منکر کا کفر لازم آتا ہے اور بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ہم میں سے نہیں ہے وہ جو ہماری رجعت پر ایمان نہ رکھتا ہو اور متعہ کو حلال نہ جانتا ہو اور اول و دوم اور ان کے گروہ سے اور تمام دشمن اور مخالفین سے علیحدگی اور برأت نہ رکھتا ہو۔ احادیث متواترہ میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ان سے بیزاری اختیار نہ کرے وہ ہمارا شیعہ نہیں بلکہ ہمارا دشمن ہے اور کتاب نفحات الاموات میں عامہ و خاصہ کے طریقہ سے متواتر حدیثیں اس بارے میں لکھی گئیں اور اس سے زیادہ بحار الانوار میں لکھی گئی ہیں اور رسالہ شرائع دین میں حضرت امام رضاؑ سے جو آپ نے مامون کے لیے لکھا تھا مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ صرف اور خالص ایمان وہ ہے کہ گواہی دو کہ خدا یکتا ہے اور اپنا شریک نہیں رکھتا اور واحد حقیقی ہے اور اعضاء و جوارح نہیں رکھتا اور تمام خلق اُس کی محتاج ہے اور وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور تمام چیزیں اُسی کے سبب سے قائم ہیں اور وُہ سننے والا اور دیکھنے والا اور تمام امور پر قادر ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ ایسا عالم ہے کہ کسی چیز سے ناواقف نہیں اور ایسا قادر ہے کہ کبھی عاجز نہیں ہوتا اور ایسا بے نیاز ہے کہ کبھی محتاج نہیں ہوتا اور ایسا عادل ہے کہ کبھی ظلم نہیں کرتا ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ اپنا کوئی شبیہ اور ضد اور ہمسر نہیں رکھتا اور وُہی عبادت، دُعا، اُس سے اُمیدوار ہونے اور ڈرنے میں مقصودِ خلق ہے اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے بندہ اور امین اور اُس کی مخلوق میں سب سے برگزیدہ ہیں اور تمام انبیاء سے بہتر ہیں اور خاتم المرسلین ہیں اُن کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اُن کی ملت اور شریعت کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ جو کچھ حضرتؐ نے خدا کی جانب سے خبر دی ہے حق ہے اور اُس کی تصدیق